Gmail ٥٣٩٢ / ٣٢/٥/٦

Darul ifta Darul uloom <daruliftadaruluIoom@gmail.com>

(no subject)

Usama Sheikh <usamashheikh@gmail.com> 7 February 2016 at 18:00
To: Darul ifta Darul uloom <daruliftadarululoom@gmail.com>

اسلام علیکم
بندہ کا والد سودی بینک کے شعبہ ٹریثری آپریشن میں ملازم تھا
سود کی وجہ سے بندہ نے والد کو بینک چھوڑنے پر قائل کیا مگر نتائج درج ذیل ہوے
الف)نوکری چھوڑنے پر جو کاروبار شروع کیا وہ سودی پیسوں سے کیا
ب)اس کاروبار کے نام کی وجہ سے ایک اور کاروبار ملا جس مین تقریبن دس ہزار کا سامان خریدا گیا باقی بھی سامان [illegible] ادارہ
بھی جس جگہ کام شروع کیا اسنے نہ لیا
ج)بعد میں پہلے والے کاروبار مین تقریبن 40 ہزار کا سامان کسی کے حلال پیسوں سے ڈالا گیا بھلی ہوش مین مشینین بینک کے ملے
ہوے پیسوں کی اور سامان کسی کے حلال کے پیسوں سے چلا
د)اس پہلے والے کاروبار کو بیچ دیا گیا

(1) ان سب کا شرعی حکم کیا ہے آمدن حلال کی ہوی یا حرام کی
(2) نیز بندہ "ب" والے کاروبار مین جاکر وقت دیتا ہے اور مدرسہ بھی پڑھتا ہے اس جگہ کام کرے یا نہ میرا کوئی بڑا بھائی نہیں ہے کے وہ
سمبھالے اور والد سے اکیلے سمبھلتا نہیں

اس صورتحال میں شرعی حکم کیا ہے اور بندہ کو آپ کیا نصیحت کریں گے
شکریہ

دار الافتاء 92/7/6

[Quoted text hidden]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامدا ومصليا

واضح رہے کہ سودی بینک میں ٹریجری آپریشن کی ملازمت سے بینک کے سودی معاملات میں براہِ راست تعاون لازم آتا ہے،اسلئے اس ملازمت سے کے بدلے میں ملنے والی رقم یا تنخواہ ناجائز ہے،اور ناجائز آمدنی سے جو چیز خریدی جائے تو اصل حرام رقم کو صدقہ کرنے کے بعد ہی اسکو استعمال کرنا یا بیچ کر نفع کمانا جائز ہوتا ہے،اس سے پہلے اسکو استعمال کرنا یا اسکو بیچ کر نفع کمانا جائز نہیں ہوتا،ورنہ اس سے حاصل ہونے والا نفع بھی ناجائز اور واجب التصدق ہوگا۔اس تمہید کے بعد آپ کے سوالات کے جوابات درج ذیل ہیں :

﴿۱﴾۔۔۔صورتِ مسئولہ میں پہلے اور دوسرے کاروبار(الف وب)میں استعمال ہونے والی اصل حرام رقم کے بقدر رقم صدقہ کرنا تو بالاتفاق ضروری ہے۔البتہ اتنی رقم صدقہ کرنے کے بعد کیا اصل رقم سے حاصل ہونے والا نفع بھی صدقہ کرنا ضروری اور واجب ہے یا نہیں؟اس سلسلے فقہاءِ احناف ؒ سے وجوب وعدم وجوب دونوں ہی طرح کی آراء منقول ہیں۔احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ اصل رقم صدقہ کرنے کے ساتھ ساتھ غالب اندازے کے مطابق اب تک حاصل ہونے والے نفع کو بھی صدقہ کردیا جائے۔البتہ اگر اس میں حرج ہو تو پھر صرف اصل رقم صدقہ کرنا بھی کافی ہے۔

البتہ دوسرے کاروبار(ب) میں جو سامان قرض کی حلال رقم سے خرید کر بیچا گیا تھا اسکا نفع حلال ہے۔نیز اگر حرام رقم سے صرف مشین خرید کر اسکو استعمال کیا گیا ہو تو اسکی وجہ سے کاروبار سے حاصل ہونے والا نفع ناجائز اور واجب التصدق نہیں ہوگا۔تاہم جلد از جلد اس مشین میں جتنی حرام رقم لگی تھی اسے صدقہ کرنا آپ لوگوں پر لازم ہوگا،اسکے بعد آپ لوگوں کیلئے اس مشین سے فائدہ اٹھانا جائز ہوجائیگا۔

﴿۲﴾۔۔۔چونکہ یہ کاروبار مکمل حرام نہیں ہے اسلئے آپ کیلئے اس کاروبار میں وقت لگانا اور والد صاحب کے ساتھ تعاون کرنا جائز ہے۔

فقه البيوع - (٢ / ١٠٠٦)

أمّا في بيان القسم الأوّل، نُعبّر عن جميع العقود الباطلة فيما يأتي بالمغصوب والّذي يقبض هذا المال الحرام بالغاصب. وذلك لسهولة التعبير. ويشمل هذا التعبير كلَّ مالٍ حرامٍ لايملكه المرأ في الشرع، سواءٌ كان غصباً أو سرقةً أو رشوةً أو رباً في القرض، أو مأخوذاً ببيعٍ باطل.وإنّه حرامٌ للغاصب الانتفاعُ به أو التصرّفُ فيه.

دار الافتاء

فقه البيوع - (٢ / ١٠٤١)

القسم الرابع: غلّة المغصوب وأرباحه

القسم الرّابع من المال الخبيث أن يتصرّف الغاصبُ في المغصوب، فيستغلّه ويحصل على غلّة، مثل أن يغصب سيّارةً، فيؤجرها ويحصل منه على أجرة، أو يبيعها فيربح فيها، ثمّ يؤدّي الغاصبُ ضمانَ المغصوب، فمن يملك الغلّة أو الرّبح؟ فيه أقوال

مختلفةٌ للفقهاء....ومذهبُ الحنفيّة أنّ الغاصبَ بعد أداء الضّمان يملكُ المغصوبَ ملكاً مستنداً إلى وقت الغصب، وليس عليه ردُّ الغلّةِ أو الرّبح على المغصوب منه. ولكن هل يحلّ له الانتفاعُ بهذه الغلّة أو الرّبح؟ فيه خلافٌ بين الفقهاء الحنفيّة.فقال أبويوسف رحمه الله تعالى: يطيب له الرّبح والغلّة. وقال أبوحنيفة ومحمّد رحمهما الله تعالى: لايحلّ له الانتفاعُ به حتى يُرضيَ صاحبَه، ويتصدّقُ بالفضل. ...والحاصل أنّه يجب على الغاصب أن يتصدّق بهذا الرّبح والغلّة على مذهب أبي حنيفة ومحمّد رحمهما الله تعالى، وهو المختار، ويجوز له أيضاً أن يُسلّم الرّبح أو الغلّة إلى المغصوب منه كما مرّ عن الزّيلعيّ. ومثلُه في الفتاوى الهنديّة عن المحيط أنّ له الخيار بين أن يتصدّق أو يردّ الأجرة إلى المغصوب منه.

ولينظر فقه البيوع ، الشراء بالنقود المغصوبة – (٢ / ١٠٠٩) أيضاً

والله تعالى اعلم

محمد طلحہ ہاشم عفی عنہ

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۱۵/رجب/۱۴۳۷ھ

۲۳/اپریل/۲۰۱۶ء

الجواب صحیح

۱۵/۷/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح

۱۵/۷/۱۴۳۷ھ